مقالات

مولانا عبد الرحمان عزیز الہ آبادی

وسیلہ کی حقیقت

کتاب و سنت اور علمائے سلف کی روشنی میں

"اَلتَّوَسُّلُ وَالْوَسِیْلَۃُ" کا لغوی معنیٰ ہے بذریعہ عمل تقرب حاصل کرنا، جیسا کہ علامہ جوہری نے صحاح کے ص ۲۵۶ پر تحریر فرمایا ہے:

"تَوَسَّلَ اِلَیْہِ بِوَسِیْلَۃٍ اَیْ تَقَرَّبَ اِلَیْہِ بِعَمَلٍ!"

مجمع البحار میں ہے:

"اَلْوَسِیْلَۃُ اَصْلُھَا مَا یُتَوَسَّلُ بِہٖ اِلیٰ شَیْءٍ وَیُتَقَرَّبُ بِہٖ"

"یعنی وسیلہ کا معنیٰ کسی شے سے کسی چیز کا قرب حاصل کرنا ہے۔"

(ج ۳ ص ۴۲۶ مطبوعہ نول کشور)

قاموس میں ہے کہ "وسیلہ اور واسلہ، بادشاہ کے قرب، درجہ، اور منزلت کا نام ہے۔" (ربع رابع ص ۴۹ مطبوعہ نول کشور)

معجم المقاییس میں ہے: "اَلْوَسِیْلَۃُ الرَّغْبُ وَالطَّلَبُ" یعنی کسی چیز کی طرف رغبت کرنا۔" (معجم المقاییس لابن فارس)

جبکہ شرعی اصطلاح میں بذریعہ اطاعت، عبادت، اتباعِ رسولؐ والانبیاء، اور اعمالِ صالحہ سے قربِ خداوندی حاصل کرنا — یا کسی بزرگ، صاحب الورع، متقی اور صالح شخص کی دعا کے ذریعہ (بشرطیکہ وہ زندہ ہو) خداوندِ قدوس کا قرب حاصل کرنا وسیلہ ہے۔

قرآن کریم میں لفظ وسیلہ دو مقام[1] پر وارد ہے۔ جہاں با تفاقِ مفسرین اطاعتِ الٰہی

لہ "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اور بذریعہ اعمالِ صالحہ تقرب حاصل کرنا مراد ہے۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر۔ ابنِ جریر۔ جامع البیان۔ زیرِ آیت وسیلہ۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا وسیلہ:

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا وسیلہ کتاب وسنّت سے مشروع ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

"وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" (الاعراف ۱۸۰)

"اور اچھے اچھے نام سب اللہ کے لیے خاص ہیں انہی ناموں سے اس کو پکارا کرو۔ اور ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، جو اس کے ناموں میں کج روی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، ایسے لوگ جو کچھ کر رہے ہیں بہت جلد اس کا بدلہ دیئے جائیں گے۔ (کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۲۷۶)

اور کتبِ حدیث میں اسم اعظم کے ذریعہ دعا کرنے کی بڑی تاکید ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

"میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے دعا مانگی:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (المائدۃ: ۳۵) "اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی جناب میں قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو قع ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے" (کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۱۸۱)

"قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا" (بنی اسرائیل: ۵۶-۵۷)

"فرمائیے کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود سمجھے بیٹھے ہو ذرا ان کو پکارو تو، وہ فرضی معبود نہ تم سے کسی تکلیف کے دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ تکلیف کے بدل دینے کا اختیار ان کو ہے۔ جن کو یہ مشرک پکارا کرتے ہیں۔ ان کی خود یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں۔ کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور خدا کی رحمت کے امیدوار، اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔ واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کی چیز!

(کشف الرحمان مطبوعہ کراچی ص ۵۸۲ جلد اول)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُکَ"!

یہ سن کر آں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے جو شخص بھی اس وسیلہ سے دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جب بھی اس کے ذریعہ سوال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ دے گا۔" (ترمذی، ابوداؤد مع عون المعبود ص ۲۵۵، نسائی، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ مطبوعہ کراچی ص ۲۰ جلد اول)۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ"

توحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، "اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی، جب اس وسیلہ سے سوال کیا جائے وہ دیتا ہے اور جب پکارا جائے قبول فرماتا ہے" (ترمذی، ابوداؤد مع عون المعبود ص ۵۵۴۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۹ جلد اول)

۲۔ اعمالِ صالحہ کا وسیلہ:

اعمالِ صالحہ کے وسیلہ میں بھی کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ "وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ" سے مراد اعمالِ صالحہ سے قرب حاصل کرنا ہے۔ بشرطیکہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیے گئے ہوں، ریاء، شرک اور شہرت سے پاک ہوں، بدعات و خرافات سے منزہ، اور کتاب و سنّت کی ہدایات کے عین مطابق ہوں۔ ایسے اعمالِ صالحہ کے وسیلہ سے دعا کرنا مصائب و آلام سے رستگاری حاصل کرنا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ظاہر ہے کہ:

"غار والے تین اشخاص جو مصیبت میں پھنس گئے تھے تو ان میں سے ایک صاحب نے کہا":

"اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّ اللّٰہَ یُفَرِّجُھَا۔"

یعنی ”اپنے اعمالِ صالحہ کو بارگاہِ ایزدی میں پیش کرو، ممکن ہے کہ اللہ کریم ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔“

چنانچہ ان میں سے ایک نے اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کی۔ دوسرے نے زنا سے پاک رہنے کو وسیلہ بنایا حالانکہ وہ ایک مرتبہ ایک عورت پر پوری طرح قابو پا چکا تھا۔ اور تیسرے نے اپنے مزدور کی مزدوری بڑھا کر دینے کو وسیلہ بنایا جب کہ مزدور اپنی اجرت چھوڑ کر جا چکا تھا۔ پھر جب وہ مدتِ دراز کے بعد آیا تو اس نے اس حالت میں اسے مزدوری دی کہ وہ بڑھ کر مال کی بہت بڑی مقدار بن چکی تھی۔ اس طرح جب انہوں نے ان اعمال کو پیش کر کے نجات طلب کی تو اللہ کریم نے اس مصیبت سے انہیں نجات دے دی (تفصیل کے لیے دیکھئے، صحیح مسلم ج ۲ صـ۳۵۲، مشکوٰۃ مطبوعہ کراچی ج ۲ صـ۴۲۰)۔

۳۔ درود شریف کا وسیلہ :

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا وسیلہ بھی مشروع ہے۔ ہر دعا کے ساتھ پڑھنا شرفِ قبولیت کا باعث ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض کی روایت سے ظاہر ہے کہ ”میں نے نماز پڑھی اور بیٹھ گیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھا، پھر اپنے لیے دعا مانگی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ“ ”مانگو دیئے جاؤ گے، سوال کرو عطا کئے جاؤ گے۔“

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ صـ۸۷ جلد اول)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا، نماز پڑھی اور نماز کے بعد فوراً دعا کی :

”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ!“

تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ“

”اے نمازی تو نے جلدی کی، جب تو نماز پڑھے، فارغ ہو کر بیٹھ جائے، تو خداوندِ قدوس کی تعریف کر جو اس کی شان کے لائق ہو پھر مجھ پر درود پڑھ، پھر اللہ سے دعا کر!“

پھر ایک اور شخص آیا اس نے نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اَیُّهَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ۔"

"اے نمازی دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔"

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۶)

بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بغیر درود کے دعا معلق رہتی ہے یعنی عدم قبولیت کا شکار ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ:

"اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔" (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۷)

یعنی "جب تک نبی علیہ السلام پر درود نہ پڑھا جائے، دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہے گی۔"

اسی طرح طبرانی نے اوسط میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے:

"كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ "ہر دعا رکی رہتی ہے جب تک کہ نبی علیہ السلام پر درود نہ پڑھا جائے (اور جب درود پڑھا جائے گا دعا قبول ہو گی")

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا وسیلہ:

کتب حدیث اس پر ناطق ہیں کہ نبی علیہ السلام کی حیات طیبہ میں آپ سے دعا کرائی گئی، جیسا کہ امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ قحط سالی کے موقعہ پر قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی، دعا فرمائیے کہ خدا ہمیں سیراب کر دے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو خوب مینہ برسا، دعا کے الفاظ یہ ہیں:

۳۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔"

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے۔ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

جزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں۔ ہم پر بارش نازل فرما اور جو کچھ تو ہم پر نازل فرمائے اُسے ایک مدت تک قوۃ اور پہنچنے کا ذریعہ بنا دے۔" (ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۲)

جب مکہ معظمہ میں قحط سالی ہوئی تو ابو سفیانؓ نے عرض کی:

"یا محمد إنك تأمرنا بطاعة الله وبصلة الرحم وإن قومك قد هلكوا فادع الله لهم!"

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ تو اللہ کی فرماں برداری اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں، مگر آپ کی قوم قحط سے مر رہی ہے۔ ان کے لیے دعا کیجئے۔"

تب آپؐ نے دعا کی تو خوب بارش ہوئی۔

جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں کی قحط سالی کے موقعہ پر ایک اعرابی نے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے دعا فرمائی۔ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک خوب بارش ہوئی۔ جب مکانات منہدم ہونے کا خدشہ ظاہر ہوا تو اسی اعرابی نے بارش رکنے کی دعا کے لیے دوبارہ عرض کی۔ آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

"اللهم حوالينا ولا علينا، اللهم على الآكام والظراب وبطون الأودية ومنابت الشجر"

"اے اللہ ہمارے آس پاس بارش ہو، ہمارے اوپر نہ ہو۔ اے اللہ ٹیلوں، پہاڑوں، نالوں اور جنگلوں میں برسا" ـــــ تب بارش رک گئی (بخاری و مسلم)

مومن کی دُعا کا وسیلہ:

آپؐ کے ذریعہ دعا کا یہ سلسلہ آپؐ کی حیاتِ طیبہ تک محدود رہا۔ اس کے بعد دوسرے ممتاز صالحین بزرگوں سے دعا کرائی گئی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک قحط سالی[1] کے موقعہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی اور کہا:

"اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعم نبينا فاسقنا فيسقوا" (رواہ البخاری مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۲ عن انس رضی اللہ عنہ)

[1] اس قحط کا واقعہ ۱۸ھ ہجری میں پیش آیا اور یہ خشک سالی برابر نو ماہ رہی تھی۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری)

"اے خالقِ کائنات، ہم نبی علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں تو ان کی دعا کا وسیلہ پکڑتے تھے اور سیراب ہو جاتے تھے۔ آج ہم ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دُعا کے لیے وسیلہ لائے ہیں اب ان کی دعا (کے وسیلہ) سے ہمیں سیراب کر دے تو اللہ کریم نے خوب بارش برسائی۔" (مشکوٰۃ مطبوعہ کراچی ج ۱ صـ۱۳۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے الفاظ سبل السلام اور فتح الباری میں یوں مرقوم ہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ إِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشَفْ إِلَّا بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَتْ بِيَ الْقَوْمُ إِلَيْكَ بِمَكَانِيْ مِنْ نَبِيِّكَ وَهٰذِهِ أَيْدِيْنَا إِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ"

"اے اللہ کریم، سختی ہمیشہ گناہ کی وجہ سے وارد ہوتی ہے اور گناہ توبہ کے ساتھ معاف ہو جاتا ہے۔ بوجہ قرابت تیرے نبیؐ کے، نبی علیہ السلام کے بجائے لوگوں نے اب مجھے تیری طرف متوجہ کیا ہے۔ یہ ہمارے گناہوں سے بلبریز ہاتھ، اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہیں۔ ہمیں سیراب کر دے" اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔ (فتح الباری ج ۲، صـ۲۳۹)

صاحب روح المعانی محمود آلوسی اس واقعہ کے تحت رقمطراز ہیں:

"فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ التَّوَسُّلُ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ انْتِقَالِهِ مِنْ هٰذِهِ الدَّارِ لَمَا عَدَلُوْا إِلَى غَيْرِهِ بَلْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَاسْقِنَا وَحَاشَاهُمْ أَنْ يَعْدِلُوْا عَنِ التَّوَسُّلِ بِسَيِّدِ النَّاسِ إِلَى التَّوَسُّلِ بِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ وَهُمْ يَجِدُوْنَ مَا سَاغَ لِذَالِكَ فَعَدَلُوْا لَهُمْ هٰذَا مَعَ أَنَّهُمُ السَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ وَهُمْ أَعْلَمُ مِنَّا بِاللهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِحُقُوْقِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يُشْرَعُ مِنَ الدُّعَاءِ وَمَا لَا يُشْرَعُ وَهُمْ فِيْ وَقْتِ ضَرُوْرَةٍ وَمَخْمَصَةٍ يَطْلُبُوْنَ تَفْرِيْجَ الْكُرُبَاتِ وَتَيْسِيْرَ الْعَسِيْرِ وَإِنْزَالَ الْغَيْثِ بِكُلِّ طَرِيْقٍ دَلِيْلٌ وَاضِحٌ عَلٰى أَنَّ الْمَشْرُوْعَ مَا سَلَكُوْا دُوْنَ غَيْرِهِ"

(روح المعانی تحت آیتِ وسیلہ صـ۲۹۸)

خلاصہ یہ ہے کہ "اگر توسل بعد از وفات رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

آپؐ سے جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دوسری طرف عدول نہ کرتے بلکہ یوں گویا ہوتے "الٰہی ہم اپنے نبی (علیہ السلام) کے ساتھ توسل کرتے ہیں ہم پر بارش برسا!" —— اور حاشا وہ سیدالناس (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا توسل چھوڑ کر آپؐ کے چچا عباسؓ کا توسل اختیار نہ کرتے، اگر کچھ بھی گنجائش دیکھتے۔ پس ان کا اس فعل سے عدول —— باوجودیکہ وہ سابقون الاوّلون میں سے تھے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے حقوق ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ اور دعا کی مشروعیت، اور غیر مشروعیت سے بھی واقف تھے اور اوقاتِ مصائب و آلام اور قحوط میں آسانی اور رفع الم کی دعا کرتے تھے —— اس امر پر بیّن دلیل ہے کہ موافق شرع وہی طریقہ ہے جو انہوں نے اختیار کیا۔"

پھر فرماتے ہیں:

"إِنَّ هٰذَا التَّوَسُّلَ مِنْ جِنْسِ الْإِسْتِشْفَاءِ وَهُوَ أَنْ يُّطْلَبَ مِنَ الشَّخْصِ الدُّعَاءُ وَالشَّفَاعَةُ وَيُطْلَبُ مِنَ اللهِ أَنْ يَّقْبَلَ دُعَائَهُ وَشَفَاعَتَهُ وَيُؤَيِّدُ ذَالِكَ أَنَّ الْعَبَّاسَ كَانَ يَدْعُوْ۔ وَهُمْ يُؤَمِّنُوْنَ لِدُعَائِهِ حَتّٰى سُقُوْا۔"

"خلاصہ یہ ہے کہ" یہ توسل شفاعت کی قسم ہے کہ کسی شخص سے دعا کرائی جائے اور خدا سے دعا کی جائے کہ اس زندہ بزرگ کی دعا اور سفارش قبول فرمائے اور یہ بات اس کی تائید کرتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپؓ کی دعا پر آمین کہتے تھے۔ یہانتک کہ بارش سے سیراب کر دیئے جاتے تھے۔" رضی اللہ عنہم اجمعین!

(روح المعانی، تحت آیت وسیلہ)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ:

"ایں جا ثابت شد کہ توسل بگذشتگان وغائبان جائز نداشتند وگرنہ عباسؓ از سرورِ عالم ﷺ بہتر نبود، چرا نہ گفت: توسل میکردیم بہ پیغمبر تو والحال توسل میکنم برعم پیغمبر تو۔ صلی اللہ علیہ وسلم!" (بلاغ المبین ص۷)

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا میں وسیلہ پکڑنے سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ فوت شدگان اور غائبوں کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں، ورنہ حضرت عباسؓ سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر نہ تھے۔ اگر فوت شدگان کا وسیلہ جائز تھا تو یہ کیوں نہ کہا گیا کہ" یا اللہ ہم پہلے تیرے نبیؐ کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے، اب ہم تیرے نبیؐ کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں۔"

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت یزید بن اسود رضؓ کے وسیلہ سے دعا کی۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن حجرؒ کا بیان مرقوم ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت یزید بن اسود رضؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی اور عرض کی، "اے اللہ کریم ہم اپنے سے بہتر اور افضل شخص کے ذریعہ تجھ سے بارش طلب کرتے ہیں۔ حضرت یزید رضؓ کے ساتھ لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) اچانک مغرب کی جانب سے ایک بادل اٹھا، گویا کہ وہ ڈھال ہے۔ ہوا چلی، بارش شروع ہوگئی، قریب تھا کہ لوگ گھروں کو نہ پہنچ سکیں ـــــ تسکینِ قلب کے لیے عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"وَاسْتَسْقٰی مُعَاوِیَۃُ بِیَزِیْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِیْ بِخَیْرِنَا وَاَفْضَلِنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِیْ بِیَزِیْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ یَا یَزِیْدُ اِرْفَعْ یَدَیْکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَرَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَھُمْ فَثَارَتْ سَحَابَۃٌ مِّنَ الْمَغْرِبِ کَاَنَّھَا تُرْسٌ وَّھَبَّتْ رِیْحٌ فَسُقُوْا حَتّٰی کَادَ النَّاسُ لَا یَبْلُغُوْنَ مَنَازِلَھُمْ۔"

یہ روایت باختلافِ الفاظ "صراطِ مستقیم" لابن تیمیہؒ کے خاتمہ میں، "قاعدہ جلیلہ، ص۵۱ اور "صیانۃ الانسان" کے ص۳۷۹ پر مذکور ہے۔ نیز تاریخ ابن عساکر میں اسی طرح منقول ہے۔

۵۔ وسیلہ کی پانچویں قسم:

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کو انبیاء والمرسلینؑ، فرشتگان اور بندگانِ صالحین میں سے کسی کی طرف مضاف کر کے دعا کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ بخاری مسلم کی روایت سے ظاہر ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا، "نبی علیہ السلام رات کی نماز کس طرح شروع فرماتے؟" تو حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا، "جب آپؐ رات کو اٹھتے تھے تو اپنی نماز کو اس دعا سے شروع فرماتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ!"

"اے اللہ! جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، کے پروردگار، آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور حاضر کو جاننے والے، تو خود اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا جن اُمور میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ تو مجھے ہدایت عطا فرما اس حق سے جس میں اختلاف کیا گیا۔ تو جس کو چاہے صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب فرماتا ہے!"

اسی طرح جامع ترمذی اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

جب ہم سونے لگیں تو یہ دعا پڑھ لیا کریں:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ" (احمد، ترمذی، مسلم)

"اے اللہ، آسمانوں اور زمینوں کے رب، عرش عظیم کے رب، ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار، دانے اور گٹھلیوں کے پھاڑنے والے، تورات وانجیل اور فرقان کے اتارنے والے، میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے، اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے تیرے

اوپر کچھ نہیں - تو ہی باطن ہے تیرے سوا کچھ نہیں - ہم سے قرض ادا فرما - اور ہم کو فقر سے نجات عطا فرما!"

اسی طرح بعض روایات میں صبح کی سنّتوں کے بعد یہ دعا بھی منقول ہے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمِیْکَالَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ!" (الاذکار للنووی)

"اے اللہ جبریلؑ، اسرافیلؑ، میکائیلؑ اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے رب، میں آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں!"

یہ وسیلہ مشروعہ کے چند اقسام تھے جو بالاتفاق جائز اور شبہات سے خالی ہیں - اس میں شرک و بدعت کا کوئی خطرہ نہیں بلکہ کتاب و سنّت سے منصوص بھی ہیں -

آئندہ صفحات میں ہم وسیلہ کی ناجائز صورتیں ـــــ متوسّلین بالذات والقبور کے دلائل اور ان کے جوابات نقل کریں گے - وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ!

ـــــ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے - آمین!

(جاری ہے)

اعلانِ گمشدگی

میرا چھوٹا بھائی نجیب اللہ ولد عبد الکریم جس کی عمر تقریباً دس سال ہے، عرصہ چھ ماہ سے گم ہو گیا ہے، دو رنگ کپڑے پہنے ہوئے ہے، نورستانی ہے - پشتو روانی سے بولتا ہے - اگر کسی صاحب کو ملے تو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں - کرایہ وغیرہ کے طور پر ۳۰۰ روپے نقد بھی ادا کیے جائیں گے - جزاکم اللہ خیراً!

غمزدہ بھائی

سعید الرحمان نورستانی معرفت مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث

محلہ گڑھی، ہوتی مردان (شاخ الجامعۃ الاثریہ پشاور)